باب اول

مخطوطات، اہمیت

پاکستان میں تحقیق مخطوطات کا مسئلہ اور چند تجاویز

ڈاکٹر شیر محمد زمان☆

جو کچھ میں عرض کرنے والا ہوں' انہیں ابتدائی گزارشات' تمہیدی معروضات یا اس دو روزہ اجلاس کے موضوع سے متعلق مسائل کا سرسری تعارف تو کہا جا سکتا ہے مگر اسے کلیدی خطبہ کا نام دینے کے لئے خاصی جسارت کی ضرورت ہے جس کی مجھ میں ہمیشہ کمی رہی ہے۔ علماء و محققین کے اس وقیع مجمع سے میری یہی درخواست ہے کہ خاصی عجلت میں محدود صلاحیتوں کے ساتھ لکھی ہوئی ان باتوں کو اسی میزان کے حوالے سے سماعت فرمائیں۔

مخطوطات کی تحقیق و تصحیح و تدوین اسلامی علوم میں تحقیقی منہج کا ایک نہایت اہم اور ناگزیر جزء ہے۔ شاید اسی احساس کی وجہ سے مغرب میں اسلامی تہذیب و ثقافت کے سنجیدہ مطالعہ کا آغاز ہوا تو اسلامی تراث علم میں ممتاز اور اہم کتابوں کے متون کی اشاعت کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی گئی اور مستشرقین متقدمین میں سے متعدد فضلاء نے نہایت اہم مخطوطات جدید اسلوب کے مطابق تحقیق' تدوین' تصحیح کے بعد فہارس اور اشاریوں سے آراستہ کر کے شائع کیئے۔ یہ ایک منطقی عمل تھا۔ صدیوں پر محیط اسلامی فکری میراث کے تحقیقی مطالعہ کے لئے ان مخفی خزینوں کا سہل الاستعمال اور ثقہ شکل میں منظر عام پر آنا ضروری ہے۔ مستشرقین کے تحقیقی کام کا یہ حصہ شاید سب سے گراں قدر' وقیع' موثر اور رجحان آفریں کہا جا سکتا ہے۔ ان میں سے کچھ ذی وقار نام محض بر سبیل مثال ذکر کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اس سے تحقیق مخطوطات کے فن کی اہمیت ذہن نشین کرنے میں مدد ملے گی۔

E.J.W گب میموریل سیریز کے انتشارات اس سلسلے میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ کچھ نام جو معاً میرے ذہن میں آتے ہیں۔

☆ چیئرمین' اسلامی نظریاتی کونسل' اسلام آباد

نمبر شمار	نام	تحقیق مخطوطات کے کام کی مثال/مثالیں
۱۔	M.J.deGoeje :	المسعودی کی کتاب التنبیہ والاشراف اور البلاذری کی فتوح البلدان
۲۔	D.S. Margoliouth :	یاقوت الرومی کی معجم الادباء (ارشاد الاریب یاقوت الرومی کی معجم البلدان
۴۔	G. Flugel:	حاجی خلیفہ کی 'کشف الظنون اور ابن الندیم کی کتاب الفہرست
۵۔	Fr.I.Lichtenstadter:	ابن حبیب کی کتاب المحبر
۶۔	E. Blochet :	فضل اللہ رشید الدین کی جامع التواریخ
۷۔	R.A. Nicholson :	مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی
۸۔	George Makdisi :	ابن قدامہ کی تحریم النظر فی کتب اھل الکلام اور ابن عقیل کی کتاب الجدل اور کتاب الفنون

مشرق، بالخصوص عرب دنیا میں تراث علمی کو محقق شکل میں شائع کرنے کا نہایت خوش آئند رجحان کافی حد تک مستشرقین کے اس initiative کا مرہون منت ہے۔ احاطہ مشکل ہے مگر احمد محمد شاکر، عبدالسلام ہارون، صلاح الدین المنجد، احسان عباس، عبدالفتاح ابوغدہ، ابراہیم الابیاری جیسے موقر نام مثال کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں جن کی تحقیق کی بدولت نہایت بیش قیمت مخطوط جدید منہج پر مرتب و مدون ہو کر سامنے آئے۔ اگرچہ اب نوآبادیاتی ترجیحات میں تبدیلی کے باعث مغرب میں یہ تحریک ماند پڑ گئی ہے۔ مستشرقین کی نئی پود میں عربی زبان میں گہری استعداد کے حصول کی طرف نسبۃً کم توجہ، تحقیق مخطوطات کے محنت طلب کام کو مقامی محققوں پر چھوڑ کر خود تجزیاتی مطالعہ کے "مقدس و افضل علمی وظیفہ" پر اپنی بیش قیمت صلاحیتیں مرکوز کرنے کی ذہنیت، مغرب میں عربی کتب کی طباعت کے ہوشربا اخراجات اور بالعموم عرب و اسلامی دنیا سے شائع ہونے والے نئے محقق ایڈیشنوں کے تسلی بخش معیار کے باعث بھی جدید مستشرقین بہت کم اس فن کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

بہرحال کہنا یہ مقصود تھا کہ اسلامی علمی میراث اطراف عالم میں مختلف لائبریریوں' متاحف' ذاتی کتب خانوں اور درسگاہوں میں منتشر ہے۔ اور جہاں محفوظ مخطوطات کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے' ابھی تک اس کا عشر عشیر بھی قابل اعتماد و استناد اور سہل الاستعمال ایڈیشنوں کی شکل میں منظرعام پر نہیں آیا۔ بلاشبہ اسلامی تہذیب و ثقافت کے متعدد اور متنوع گوشوں اور پہلوؤں کے بارے میں ہمارا مطالعہ ناقص اور نتائج کے اعتبار سے اکثر و بیشتر صرف عبوری' نامکمل اور بسا اوقات گمراہ کن رہے گا' اگر کوئی یہ سمجھے کہ صدیوں پر محیط اسلامی تمدن و معاشرت کی تاریخی تصویر مختلف ادوار کے ممتاز مورخین کی عمومی تواریخ (General Histories)' کرانیکلز اور سوانح عمریوں کی چھان پھٹک سے اپنے مکمل خد و خال کے ساتھ ممکن حد تک صحیح شکل میں پیش کی جا سکتی ہے۔

سیاسی حوادث و وقائع کی ترتیب تو شاید ایک حد تک ممکن ہو لیکن علمی' فکری' معاشرتی' ادبی' معاشی و اقتصادی رجحانات اور مختلف ادوار میں انسانی زندگی کے اطوار کا تطور' ترقی' انحطاط سقوط و تعمیر نو' علمی کشش ثقل کے مراکز اور محوروں کی منتقلی کی کیفیت کا معقول حد تک صحیح اندازہ تو اس مخصوص دور میں لکھی جانے والی مختلف فنون (بالخصوص طبقات' رحلات اور سوانحی لغات) پر محیط تالیفات سے کیا جا سکتا ہے اورر یہ عمل ممکن ہو سکتا ہے' یہ سعی مشکور ہو سکتی ہے' اگر کتب حوالہ اس طرح مرتب شکل میں موجود ہوں کہ ان میں کسی محقق کو ٹھیک اپنے مطلوبہ مواد پر انگلی رکھنے کے لئے کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلم محققین کے شانوں پر ذمہ داری کا ایک کوہ گراں ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دینی و علمی جوش و جذبہ اور سچے علمی استقلال کے ساتھ مسلسل سرگرمی ہی منزل کے راستے پر لے جا سکتی ہے۔

١١ سال سے زائد عرصہ گزرا۔ ۴ تا ۷ مارچ ۱۹۸۵ء کو ادارہ تحقیقات اسلامی نے ٹیکنیکل ایڈیٹنگ کے موضوع پر ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا' اس موضوع پر یہ خاصی سنجیدہ اور نتیجہ خیز کوشش تھی اور اس ورکشاپ کے نتیجے میں مرتب کی جانے والی رپورٹ اب بھی اپنے موضوع پر ایک کتاب حوالہ یا دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ وطن عزیز میں محققین کی زیادہ تعداد اردو کو ذریعہ اظہار کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام ہی مقتدرہ قومی زبان کے اشتراک سے اردو میں فنی تدوین کے موضوع پر ایک اور

ورکشاپ کا انعقاد ۲۴ تا ۲۶ جون ۱۹۸۶ء کو عمل میں لایا گیا۔ اس ورکشاپ کے نتائج بھی کتابی شکل میں مرتب ہو کر اس موضوع پر رہنمائی کی سہولت فراہم کر رہے ہیں۔ تاہم عربی مخطوطات کی اشاعت کے لئے ان کے متداول نسخوں کی تحقیق و تصحیح اور ترتیب و تدوین کے عمل پر جو بذات خود اسلامی تحقیقی کام کا ایک بہت اہم جزء ہے کسی منظم و مرتکز کوشش کا اہتمام نہیں ہو سکا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر تکنیکی و فنی نقطہ نظر سے کسی بھی زبان میں بہت کم لکھا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عربی کتابوں کے نہایت اعلیٰ تحقیقی ایڈیشن اب تک کئی اشاعتی مراکز سے شائع ہو چکے ہیں جو ان خوبیوں سے آراستہ ہیں جنہیں ایک اچھے محقق ایڈیشن کے لوازم میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ مگر تحقیق مخطوطات پر عالمانہ و محققانہ دستورالعمل یا راہنما کے طور پر لکھی جانے والی کتب کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ادارہ تحقیقات اسلامی ہدیہ تبریک کا مستحق ہے کہ اس اہم خلاء کو پر کرنے کے لئے اس دو روزہ اجلاس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس اہم اقدام کو ادارہ کی طرف سے منہج تحقیق و تدوین کے موضوع پر ترتیب دی جانے والی پہلی دو ورکشاپوں کے سلسلہ کی تیسری اور نہایت اہم کڑی قرار دینا چاہیے۔

جامعات پاکستان میں عربی، فارسی اور علوم اسلامیہ کے شعبوں میں ڈاکٹریٹ کی سطح پر بیسیوں مقالات لکھے گئے ہیں۔ ان میں، بالخصوص شعبہ عربی کی حد تک، تحقیق مخطوطات پر مشتمل مقالات کی تعداد خاصی ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جدید معیاری اور منظم سطح پر مخطوطہ کی تحقیق و تدوین کی مثالیں شاذ و نادر ہی نظر آتی ہیں۔ پی ایچ ڈی کے لئے کام کرنے والے طلباء و محققین کو بالعموم ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تکمیل شدہ کام میں اساتذہ کی راہنمائی، اور فنی مہارت بلکہ اس فن کے ابتدائی اصولوں سے واقفیت کا فقدان جھلکتا ہی نہیں بلکہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے مثل ہوتا ہے۔ پائینی حوالوں، چلیپائی حوالوں، کتابیات کی ترتیب، حواشی کے اسلوب، مقارنہ و موازنہ مخطوطات کے عمل کی شہادت اور اس کا صحیح طریق اظہار، محقق کی طرف سے اصلاح یا ترمیم کی حدود کا لحاظ اور اس طرح کی ابتدائی باتیں بھی اکثر محقق کی نظر سے اوجھل رہتی ہیں۔ زیر تحقیق متن میں ذیلی اشارات و تفاصیل (critical apparatus) پر توجہ کی کمی اور تشریحی و توضیحی حوالہ جات پر زیادہ محنت، مخطوطے کے محقق کی بنیادی ذمہ داری سے اغماض یا عدم آگہی کی غمازی کرتے ہیں۔ تحقیقی عمل کے ایک نہایت ہی اہم جزء یعنی ناسخ، ناقل یا کاتب کی کتابت کے ناقدانہ تجزیہ پر بالکل توجہ نہیں دی جاتی۔ کتابت حروف، رموز اختصار کے استعمال،

صفحہ/ورق شماری کے طریق اور عمومی طور پر اس کی لکھائی کی خصوصیات ایک اہم مطالعہ ہے۔ جس سے اس دور میں کتابت مخطوطات کے عام اسالیب کے علاوہ اس کاتب کے مخصوص امتیازات پر روشنی پڑتی ہے۔ ایسے ہی مطالعات کی روشنی میں مختلف ادوار کے اسالیب کتابت کے وہ خصائص متعین ہوتے ہیں جن سے مخطوطات کی تحقیق و تصحیح میں نہایت مفید مدد ملنے کے علاوہ کسی مخطوطے کی تاریخ کتابت کے تعین کے لئے خاصے کلیدی معیارات (criteria) بھی تشکیل پاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مختلف صدیوں کے مسودوں پر کام کرنے والے صاحب نظر محققین کے ان مطالعات کی روشنی میں ہی ایک ایسا مینوئل ترتیب دیا جا سکتا ہے جو ایک مخصوص دور کی کتابت کی خصوصیات ہی نہیں بلکہ معروف ناقلین یا ناسخین کے ذاتی امتیازات (pecuilarities) کی نشان دہی کر کے محققین و مصححین کے کام میں سہولت پیدا کر سکے۔ بسا اوقات ان کی روشنی میں ناقل یا ناسخ کی شناخت بھی ممکن ہو جاتی ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور قابل ذکر نکتہ یہ ہے کہ ان مقالات کے لئے پاکستان کی کسی لائبریری میں موجود کسی علاقے کے کسی فاضل کی کسی تصنیف کے مخطوطے کو تحقیق کا موضوع بنانے کا رجحان غالب نظر آتا ہے۔ میری اس گزارش سے یقیناً کئی احباب کو اختلاف ہو گا مگر میرا اپنا خیال یہ ہے کہ تحقیق کے لئے جو عرق ریزی اور محنت درکار ہوتی ہے' اس کا تقاضا ہے کہ مخطوطے کے انتخاب میں اس کی اہمیت اور مصنف کی شخصیت کا خیال رکھا جائے۔ مطمح نظر پاکستان کے غیر معروف علماء کی غیر معروف' غیر اہم اور اپنے موضوع پر فکر کی گہرائی اور گیرائی سے خالی تصنیف پر تضیع وقت نہیں بلکہ اسلامی فکری میراث کے ممتاز مگر گوشہ اخفاء میں پڑے ہوئے کارناموں کو اجاگر کرنا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ مخطوطہ اپنے فن میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے اور اس کی تحقیق و تدوین و اشاعت سے اس فن کے متخصص علماء کو کیا مدد ملے گی' کیا تحریک پیدا ہو گی؟ ان کے علم میں کیا اضافہ ہو گا؟

بلاشبہ پاکستان میں موجود علمی ذخائر کی دریافت اور ان کتب خانوں میں محفوظ کتب کی فہرست سازی ہمارے لئے نہایت اہم فریضہ ہے۔ یہ کام ترجیحی بنیادوں پر ہونا چاہیے۔ اس کی تنظیم و تنسیق کے لئے موجودہ فورم کو ہی مقامی یا اداری وفاداریوں سے بلند ہو کر ایک مرکز کی نشاندہی کرنی چاہیے جو اس کام کے لئے زیادہ استعداد اور اہلیت رکھتا ہو اور صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر رابطوں کے لئے زیادہ موثر ثابت ہو سکتا ہو۔ یہ کوئی اعزاز نہیں بلکہ

مخطوطات کی علمی تحقیق کے مرکز کی ناگزیر ضرورت کا ایفاء ہو گا اور ظاہر ہے کہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے اس تحریک سے وابستہ ہر فرد' ہر ادارے کو اپنے پورے وسائل کے ساتھ جدوجہد کرنا پڑے گی۔ مرکز کا سب سے اہم کام تو رابطہ کاری ہوا کرتا ہے۔ اولاً" پاکستان کے علمی ذخائر (اسلامی علوم کے حوالے سے) اور ان میں ہر ایک کے اہم امتیازات پر مشتمل تعارف ان مطبوعات و منشورات کی رہنمائی میں تیار کیا جانا چاہیے جو اس قسم کے جائزوں کے بعد شائع کی گئی ہیں بلکہ ان کے سقطات (gaps) کو پورا کرنے کے لئے علاقائی مراکز (جن کی نشاندہی کرنی چاہیے) کو شریک ہونا چاہیے۔

ثانیاً" ان میں سے ہر ذخیرہ کتب میں موجود ذخیرہ مخطوطات کی مفصل توضیحی فہارس مرتب ہونی چاہیں مگر فوری طور پر Charles Beatty Collection' ڈبلن کے عربی مخطوطات کی Handlist مرتبہ پروفیسر آبری (Aberry) کے نمونہ پر ایسی فہرستیں تیار کی جائیں جن میں ہر مسودہ کے نہایت ضروری کوائف پر اکتفاء کیا گیا ہو۔ علاقائی مراکز اپنے اپنے علاقوں میں یہ کام سرانجام دیں اور صدر مرکز میں یہ فہرستیں جمع ہونے کے بعد ہر علاقائی مرکز میں یہ نقول مہیا کر دی جائیں۔ اشاعت کا کام بتدریج وسائل مہیا ہونے کے ساتھ ساتھ ہاتھ میں لیا جا سکتا ہے۔ فوری طور پر ان ذخائر کی پہلے سے مطبوعہ فہرستوں کا کم از کم ایک ایک نسخہ صدر مرکز کے علاوہ ہر علاقائی مرکز میں محققین کے استفادہ کے لئے مہیا کیا جانا چاہیے۔

ثالثاً" پاکستان کے علاوہ اطراف عالم میں موجود ان ذخیروں کی مطبوعہ فہرستیں صدر مرکز میں یکجا کی جانی چاہیں۔ حسب ضرورت و حسب طلب ان فہرستوں کی نقول یا مطلوبہ مواد کی نقول صدر مرکز' ذیلی مراکز کو مہیا کرے۔

رابعاً" صدر مرکز میں فوری طور پر ان مخطوطات کی فوٹوکاپیاں اور محقق نسخے' مطبوعہ اور غیر مطبوعہ جمع کیئے جائیں جن پر عربی' اور علوم اسلامیہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کسی بھی پاکستانی کو کسی پاکستانی یا غیرملکی جامعہ کی طرف سے دی گئی ہو۔ مخطوطات کی تحقیق کرنے والے مبتدی محققین کے لئے یہ ذخیرہ بے حد مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ان مقالات پر محققین کی ایسی تفصیلی رپورٹیں جو فنی اور تحقیقی لحاظ سے علمی استفادہ کا ذریعہ بن سکتی ہوں' متعلقہ جامعات کی اجازت سے ایک جلد یا زائد جلدوں میں شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

خامساً" صدر مرکز کو ایسے وسائل مہیا ہوں کہ وہ ملک بھر میں کسی ذیلی مرکز یا کسی محقق کی

طلب پر مطلوبہ مخطوط کی مائیکروفلم یا فوٹو کاپی' متعلقہ مکتبہ' لائبریری' میوزیم یا ذاتی ذخیرہ سے منگوا کر مہیا کر سکے۔

سادساً" ان تمام امور کی سرانجام دہی کے لئے ایک ماسٹر پلان بنا کر فنڈز کی فراہمی کی مساعی شروع کی جائیں اور اس سلسلہ میں وزارت تعلیم' وزارت ثقافت' محکمہ ہائے اوقاف (بشمول وقف متروکہ املاک) اور مخیر اداروں و افراد سمیت ہر ممکن ذریعہ سے رابطہ کیا جائے۔

مناہج علمی میں تحقیق مخطوطات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اکثر مغربی جامعات میں اسلامی السنہ و آداب اور علوم اسلامیہ میں اعلیٰ تحقیقی اسناد کے لئے یہ شرط رکھی گئی ہے کہ امیدوار موضوع سے متعلق کوئی مخطوطہ بھی اپنے تحقیقی کام کے ایک لازمی حصہ کے طور پر ایڈٹ کرے۔ اس عمل میں اصل منابع تک رسائی حاصل کرنے' مخطوطہ میں مذکور مقامات و اعلام کی شناخت' زبان و محاورہ کی تحقیق کے لئے لغات و کتب ادب کا استعمال' مواد کی Collection کے لئے دوسرے ممکنہ ذرائع کی جستجو اور ایسی ہی دوسری ناگزیر تحقیقی ضروریات کے سبب صاحب تصنیف کے دور تک کی علمی تاریخ سے براہ راست واقفیت بلکہ انس پیدا ہوجاتا ہے۔ محقق اس دور کے تاریخی کرداروں کو پہچاننے لگتا ہے بلکہ ان کے ساتھ مختلف درجوں کی دوستی' پسند و ناپسند کے رشتے قائم ہو جاتے ہیں۔ زبان کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ الغرض اسلام کی علمی و ثقافتی تاریخ کی صحیح تصویر' فکری رجحانات' معاشرتی و معاشی خدوخال صحیح طور پر نمایاں نہیں ہو سکتے' جب تک مخطوطات کا یہ گراں مایہ ورثہ تحقیق شدہ اور سہل الاستعمال صورت میں ریسرچ کرنے والوں کو مہیا نہیں ہو جاتا۔ حق یہ ہے کہ پاکستان کی تمام جامعات کو بھی عربی' فارسی' اردو اور علوم اسلامیہ کے شعبوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لئے تحقیقی کام کے ایک لازمی جزء کے طور پر کسی مناسب مخطوطہ یا اس کے جزء کی تصحیح و تدوین کو ضوابط میں شامل کر دینا چاہیے۔

آخر میں ایک گزارش ادارہ تحقیقات اسلامی اور اس "ورکشاپ" کے منصرمین سے مخلصانہ معذرت کے ساتھ۔ اس دو روزہ Exercise کا جو خاکہ ہمارے سامنے ہے۔اس کے پیش نظر اسے ورکشاپ قرار دینا غالباً" اس اصطلاح کا صحیح استعمال نہیں ہے۔ زیر بحث موضوع پر اس دو روزہ سیمینار کو سیمینار یا مذاکرہ تو کہا جا سکتا ہے مگر اس میں ورکشاپ کے تینوں بنیادی عناصر موجود نہیں۔ ورکشاپ بنیادی طور پر ایک عملی تجربہ گاہ یا کارگاہ ہوتی ہے جس میں شرکاء کی ایک

مخصوص تعداد راہنما ماہرین (Resource Persons) کی رہنمائی او رہمکاری سے متعینہ ہدف کو حاصل کرنے کے لئے پہلے سے تقسیم کردہ مواد پر کام کرتی ہے اور ورکشاپ کے نتیجے کے طور پر وہ ہدف مطلوب و محسوس شکل میں پیش کر دیا جاتا ہے مثلاً موجودہ تناظر میں کسی مخطوطہ یا اس کے کسی جزء کی ایڈیٹنگ کو اس ورکشاپ کا ہدف بناتے ہوئے Resource Persons اور شرکاء کو نامزد کیا جاتا اور ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء اصول تحقیق مخطوطات پر محض مقالات سننے کے علاوہ عملی ہدایات کو بر سر کار لاتے ہوئے تقسیم کار کے ساتھ مطلوبہ محقق نسخہ تیار کر دیتے یا مثلاً تحقیق مخطوطات کے لئے ایک دستورالعمل کی تیاری کو ہدف قرار دیا جاتا اور شرکاء کی ٹیم مختلف پہلوؤں کی تعیین کے بعد ہر پہلو پر الگ الگ کام کر کے ورکشاپ کے اختتام پر اس دستور العمل کا پہلا ڈرافٹ تیار کر لیتی۔

بہرحال اسے ایک جملہ معترضہ سمجھنا چاہیے اور اب توقع کرنی چاہیے کہ ہم اس ورکشاپ کے اختتام پر مخطوطات کی تحقیق اور تصحیح و تدوین کی اہمیت کو اسلامی علوم میں تحقیقی مناہج کے ایک ناگزیر اور اہم ترین جزء کے طور پر واضح کر سکیں گے اور اس سلسلہ میں بعض عملی تجاویز پیش کر سکیں گے۔ مزید براں مخطوطات کی تحقیق کے لئے پاکستان کے حوالے سے ایک مبسوط دستورالعمل کی تیاری، اس فن کی ترویج اور اس کے معیار کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کے لئے ایک صدر مرکز اور ذیلی مراکز کی تعیین کے علاوہ ضروری عملی تجاویز کا خاکہ مرتب کرکے آئندہ طریقہ کار کی بنیاد رکھ دیں گے۔ اسے آپ اعلامیہ اسلام آباد کہیں یا وطن عزیز میں تحقیق تراث علمی کے منصوبہ کے لئے مضبوط بنیادوں کی فراہمی عملاً یہ عظیم القدر کام اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

وآخر دعونا ان الحمدلله رب العلمین